بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مدیر التحریر شیخ عبدالرشید صدیقی
فاضل مدینہ یونیورسٹی

اداریہ

نگاہ اولین

الحمد لله رب العلمين و الصلوة والسلام على سيد المرسلين و على آله و اصحابه اجمعين

دلیل صبح روشن ہے ستاروں کی تنک تابی
افق سے آفتاب ابھرا' گیا دور گراں خوابی
مسلماں کو مسلماں کر دیا طوفان مغرب نے
تلاطم ہائے دریا ہی سے ہے گوہر کی سیرابی

اسلام' اللہ رب العالمین کی طرف سے نازل کردہ دین فطرت ہے جو مکمل بھی ہے اور حتمی و آخری بھی' عقیدہ بھی ہے اور شریعت بھی' ضابطہ اخلاق و سلوک بھی ہے اور طریق تربیت و منہج تحریک بھی اپنے ان سبھی گوشوں سے مل کر یہ زمین پر ایسے انسانوں کی تعمیر کرتا ہے جو ایک طرف اس دین کی صحیح' جامع اور مکمل شکل اپنے وجود میں پیش کرتے ہیں تو دوسری طرف اسلام اور جاہلیت کے درمیان ہمیشہ سے جاری جنگ کو زندہ کرتے ہیں اور تیسری طرف انسان کے مضطرب ضمیر کو سکون دینے کے لئے ہدایت و راستی اور امن و آشتی کا پیغام بن جاتے ہیں اسی بات کو زمین پر اللہ کی حجت قائم کرنے کا نام دیا جاتا ہے جیساکہ ارشاد ربانی ہے رسلا مبشرين و منذرين لئلا يكون للناس على الله حجة بعد الرسل (النساء:۱۶۵) حجت علی الناس کا یہ عمل ورثہ نبوت ہے جس کا عملی مظاہرہ کسی دور میں بھی کم ہوا ہو یا نرم پڑ گیا ہو تو الگ بات ہے ختم نہیں ہو پایا۔ ہر دور کے بہترین لوگوں نے اس میدان کارزار میں قیادت کا فریضہ سرانجام دیا اور ہر دور کے بدترین لوگوں نے ان کے مدمقابل آنے کی ٹھانی۔ انسانوں کو ظلمتوں سے نکال کر اللہ کی بندگی کے نور میں لانے کا

یہ عمل مسلسل جاری ہے جو دلوں کے بند کواڑ کھولنے سے لے کر باطل کے بلند و بالا قلعے مسمار کرنے تک تمام مراحل میں یکساں موثر اور حکمت سے بھرپور ہے اور ہر دور کے تقاضوں کا پورا احاطہ کرتا ہے۔

دعوت الی اللہ اور اقامت دین کا یہ عمل سرزمین بلتستان میں صدیوں پر محیط طویل و عریض تاریخ کی صورت میں پھیلا ہوا ہے۔ اس انتہائی دور افتادہ اور دشوار گذار علاقے میں دین اسلام کا وجود اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا تسلسل برقرار رکھنے میں اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھنے والی تحریک اہل حدیث کے یا دوسرے الفاظ میں تحریک اصلاح دین کے جاں نثاروں کا اہم رول رہا ہے۔ اس جماعت کے علماء نے خالص دین کو اجاگر کرنے اور صحیح منہج کی نشاندہی کی خاطر عظیم الشان کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ یہ جان نثاران راہ وفا عقیدہ و فکر اور منہج سلف صالحین سمیت ہر گوشے اور شعبے میں اسی کے وجود سے اپنا وجود تلاش کرتے' انہی کے خطوط سے اپنے فکر و عمل کا موازنہ کرتے اور اسی کو اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیمانہ اور محور تسلیم کرتے اور اپنے اعمال و کردار اور اخلاص کی وجہ سے صحابہ کرام و اہل بیت عظام اور تابعین اور تبع تابعین کا عملی نمونہ نظر آتے اور بمصداق "لا یزالُ من امتی طائفة ...." اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جو کہ انسانی تاریخ کی عظیم ترین شخصیت ہیں' ہدایت ربانی کے مطابق اس امت کی شکل میں ایک تحریک کھڑی کی تھی جس کا مکمل طور پر قیامت تک باقی رہنا یقینی امر ہے اور اس تحریک کو زندہ و قائم رکھنے والے لوگوں کا بھی ہر دور میں ایک مستقل اور مسلسل انداز سے باقی رہنا اللہ تعالیٰ کے حکم سے قطعی اور حتمی ہے اور بمصداق حدیث شریف "لا یبقی علی ظہر الارض بیت مدر و لا و بر الا ادخلہ اللہ کلمۃ الاسلام بعز عزیز و ذل ذلیل" (مسند احمد) شمالی علاقوں کے پر پیچ اور پہاڑوں سے گھری وادیوں میں مبلغین اسلام کا وارد ہونا بجائے خود حقانیت اسلام کی واضح دلیل ہے۔

اس سے قبل یہ سارے علاقے بشمول لداخ و تبت مجوسیت و بدھ مت اور دیگر دیومالائی قسم کے مذاہب کی آماجگاہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی ہمارے یہاں ان مذاہب کے آثار و عقائد ثقافتی ورثے کے طور پر پائے جاتے ہیں۔

بلتستان کے لوگ اپنا پرانا مذہب چھوڑ کر حلقہ بگوش اسلام تو ہو گئے تھے مگر تعلیم کی کمی اور بیرونی دنیا سے منقطع ہونے کی وجہ سے اوہام پرستی اور پرانے عقائد' اقدار اور رسم و رواج لاشعوری

طور پر ان کے دلوں میں بدستور موجود ہیں دیومالائی قصوں اور ماورائی قوتوں اور ان دیکھی مخلوقوں پر نفع و ضرر کے اختیارات کے قائل ہونے کی وجہ سے ان کا خوف دل و دماغ پر چھایا ہوتا ہے۔

بہرحال اس ظلمت کدے میں نور اسلام پھیلانے کا سہرا حضرت سید علی ہمدانی الشافعی الملقب امیر کبیر رحمتہ اللہ علیہ کے سر ہے۔

اور یہی بات تواتر سے کہی جاجاتی ہے کہ آٹھویں صدی ہجری بمطابق ۱۴۰۰ میلادی میں آپ کا ورود مسعود ہوا اور زرتشی و بدھ مت و لاما ازم سے معجون مرکب' ملغوبے والے علاقے میں دین اسلام کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا اور انتہائی مختصر وقت میں پورے خطے کو مشرف بہ اسلام کیا جو ایک صاحب کرامت ولی ہونے کی روشن دلیل ہے۔ مگر ان کی کرامات کے ضمن میں بعض مافوق الفطرت خرق عادت قصے مثل قصہ چہل حدیث اور مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ باتوں کو جذباتیت اور غلو فی المحبہ ہی کہا جا سکتا ہے۔ آپ کے تبلیغی مساعی کشمیر سے کاشغر تک پھیلے ہوئے تھے۔ ہجوم اشغال و قلت اوقات کے باعث اسلام کے پورے محاسن کا احاطہ نہ ہو سکا اور تشنگی تکمیل کے سبب بعد میں آنے والے مبلغین جو سید موصوف سے اپنی نسبت کے دعویدار تھے اپنے اپنے انداز اور فکری تحفظات کے مطابق آپ کے ارشادات کی تعبیر و تشریح کرتے رہے۔ نتیجتاً یہ علاقہ بھی دوسرے ممالک اسلامیہ کی طرح فکری و مذہبی انتشار کا شکار ہوا۔ مزید براں بعد کے دنوں میں شخصیات کی عزت افزائی و فرشی سلام و کلام و دیگر غیر ضروری عزت و تکریم کی حوصلہ افزائی کے سبب جاہل اور سیدھے سادے عوام اپنی صلاحیتوں کو اسلام کے مقاصد و اہداف کو سمجھنے سے زیادہ حاملین اسلام و راہگان عظام کی ذاتی اور خاندانی وجاہت و مرتبے کی پاسداری کرنے اور ان کے حقوق ادا کرنے میں صرف کرتے رہے۔ یوں بے چارے عوام خواصان مذہب و سرداران سیاست کے لئے عمدہ چراگاہ بنے رہے اور اسی خدمت گزاری کو الا بلا بر گردن ملا' پر یقین رکھتے ہوئے نجات کا سستا نسخہ سمجھتے رہے۔

حتیٰ کہ ایک شخص ماضی قریب میں اپنے نام کے ساتھ "ہمدانی" کا لاحقہ سجا کر وارد بلتستان ہوا تو توقع سے بہت زیادہ اپنی پذیرائی و عزت افزائی دیکھ کر مخبوط الحواس ہو گیا اور معاشرے میں دجل و فریب کے وہ گل کھلائے کہ الامان والحفیظ۔ درحقیقت یہ تمام خرابیاں شریعت اسلامیہ کے متعین کردہ قیود و حدود اور ضابطہ اخلاق کو پھلانگ کر خواہشات نفسانی و خود فریبی کا شکار ہونے کا شاخسانہ ہے۔

جیساکہ ارشاد باری تعالیٰ "و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی و یتبع غیر سبیل المومنین نوله ماتولی و نصله جهنم و ساءت مصیراً" ہم اسلامی تاریخ کے عروج و زوال کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں نظر آتی ہے کہ اسلامی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے والے باہر سے زیادہ اندر سے پیدا ہوئے۔ کچھ دماغی مریض تھے ان میں سے کچھ پیشہ ور اور دکاندار قسم کے ہشیار لوگ' جو حکومتوں کے اغراض و مقاصد کے آلۂ کار بنتے' کچھ علم کی کمی اور خود ساختہ عبادت و مجاہدہ کی کثرت کے سبب سے تلبیسات شیطانی اور فریب نفس کا شکار ہوتے اور بقول شاعر:

جو از قومے یکے بے دانشی کرد
نہ کہ راغز تے ماند نہ مہ راہ

کا عملی نمونہ پیش کرتے۔

تو ذکر خیر ہو رہا تھا حضرت امیر کبیر رحمتہ اللہ علیہ کا کہ وہ کون سی چیز تھی جو انہیں ہمدان سے کھینچ کر یہاں لائی؟ کیا سلسلہ ہمالیہ کی چوٹیوں کی بلندی اور وادیوں کی شادابی یہاں تشریف آوری کی وجہ بنی؟ نہیں بلکہ وہ جس خطہ سے آئے تھے وہ بہت حسین علاقہ تھا پھلوں اور پھولوں سے بھرا ہوا اور سرسبز و شاداب تھا۔ درحقیقت وہ غیرت ایمانی تھی۔ جس کو اپنے محبوب سے زیادہ محبت ہوتی ہے اس کی ذات و صفات کی زیادہ معرفت ہوتی ہے اور اس کے محاسن و کمالات پر زیادہ یقین ہوتا ہے۔ گھروں کا سکون' راستے کی دشواریاں اور منزل کی دوریاں ان کے پیش نظر نہیں ہوتیں۔ بلکہ وہ اطاعت محبوب میں ہر مشکل کو گلے لگانا اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔

محمد کی اطاعت ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توحید کے سب سے بڑے امین' مبلغ' داعی اور عارف و حقیقت شناس تھے' صدیوں سے انہی کی لائی ہوئی دولت' اب تک بٹ رہی ہے اور قیامت تک بٹتی رہے گی۔

میر سید علی ہمدانی الشافعی رحمتہ اللہ علیہ ایک ولی کامل اور سچے متبع رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ دین کے مزاج شناس تھے انہوں نے سنا کہ کشمیر اور اس سے ملحقہ طویل و عریض وادیاں دین حق سے نا آشنا ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ بہت سی چیزیں پوجی جاتی ہیں۔ اصنام کی پرستش ہوتی

ہے؟ جس چیز میں حسن و جمال دیکھا اس کے سامنے جھک جاتے ہیں' خالق ارض و سماء وحدہ لا شریک کے سوا مخلوق کو حاجت روا اور مشکل کشا اور نفع و نقصان کا مالک تصور کیا جاتا ہے' غیر اللہ کے سامنے دست سوال دراز کئے جاتے ہیں۔ دامن مراد پھیلائے جاتے ہیں تو آپ کی غیرت ایمانی جوش میں آئی جو آپ کو یہاں تک کھینچ لانے کا سبب بنی۔ آپ نے ان علاقوں کو بزور شمشیر فتح نہیں کیا' بلکہ محبت اور خلوص سے فتح کیا۔ تاریخی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اس علاقے کے کئی دورے فرمائے ان میں سے کچھ اجمالی اور کچھ قدرے تفصیلی تھے۔ یوں پورا خطہ مشرف بہ اسلام ہوگیا۔ اس اعتبار سے آپ ہی کاروان جادۂ حق و صداقت کے سرخیل تھے۔ بعد کے صدیوں میں مبلغین ایران کے علاوہ احیاء دین خالص کی تحریک لے کر جن نفوس قدسیہ نے صدائے حق بلند کی اور علاقے سے جہالت و مذہبی و معاشرتی تنگ نظری و تعصب دور کرنے نیز علم و آگہی کی اجارہ داری مخصوص طبقات و خواص سے چھین کر عام کرنے میں جس طرح علم جہاد بلند کیا وہ کارنامے سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہیں۔ شمع توحید کے یہ پروانے ناموافق حالات غربت و افلاس اور طعن و تشنیع اور بسا اوقات مار کٹائی تک کے صبر آزما مراحل سے گزرتے مگر پائے استقلال میں لغزش نہ آنے دیتے۔ ملا محمد حسین دلستانی عرف بابا پشاوری اور ان کے فیض یافتگان نے علم و دانش کے وہ الاؤ روشن کئے جس سے بے شمار خلق خدا راہ حق پا گئے اور تاقیامت مشعل راہ بنی رہے گی۔ خاص طور پر مولانا عبدالرحیم بن عبدالعزیز کو پہلی دفعہ برصغیر کے مشہور و معروف اصلاحی تحریک' تحریک اہلحدیث متعارف کرانے کی سعادت حاصل ہے۔

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

اسی طرح شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد خاص مولانا محمد موسیٰ نے اپنے خون جگر سے جو گلشن موضع غواری میں آباد کیا اور جس طرح گلوں اور لالوں کی آبیاری کی اس کی مہک سے پورا علاقہ معطر ہے اس گلستان کے فیض یافتگان نے طور تک چھوربٹ سے گلاب پور شگر تک علم و حکمت کی جو گل پاشی کی اور رشد و ہدایت کے جو چراغ روشن کئے ان چراغوں سے تاحال چراغ جل رہے ہیں اور تاقیامت جلتے رہیں گے۔ کتاب و سنت کے ان عالی مقام حاملین کی علمی و دینی خدمات کی داستانیں بھی نہایت غریب و سادہ و رنگین ہیں۔ گلشن موسوی جو پرانے وقتوں میں

دارالعلوم غواری سے موسوم تھا اس وقت جامعہ دارالعلوم بلتستان غواری کے نام سے جمعیت اہلحدیث بلتستان کی زیر نگرانی اپنے اسلاف کرام کے متعین کردہ خطوط کو دور حاضر کے جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرکے ایک حسین امتزاج کے ساتھ اپنی دینی و علمی و اصلاحی خدمات کے منازل طے کر رہا ہے۔ اس ادارے کی سو سالہ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ اس کے منتظمین بارزین ہر دور میں اشاعت اسلام کے فرائض سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ اتحاد بین المسلمین کی اہم ذمہ داری بھی نبھاتے رہے ہیں اور علاقے میں در آنے والے خارجی اثرات' عقائد اور شعائر اسلام کو متاثر و مسموم کرنے والے حرکات کے خلاف بھی نبرد آزما رہے ہیں اور آج یہ علمی ادارہ اپنے دیگر ذیلی اداروں اور مختلف فلاحی تنظیموں کی وساطت سے جو خدمات سرانجام دے رہا ہے اور اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء کے مصداق جس قدر پھلتا اور پھولتا جا رہا ہے اپنے اسلاف کے خوابوں کی تعبیر اوران کی دعاؤں کے ثمرات ہیں۔

ہمارا خوں بھی شامل ہے تزئین گلستاں میں
ہمیں بھی یاد کر لینا چمن میں جب بہار آئے

اور فی زمانہ طوفان مغرب کے تھپیڑوں اور جھمیلوں میں جو شدت آگئی ہے اور اپنے گماشتوں اور سرغنوں کے ذریعے طاغوتی قوتیں جو گل کھلا رہی ہیں اس وجہ سے پورے کرۂ ارض میں ملت اسلامیہ شدید قسم کے مسائل و پریشانیوں میں گھری ہوئی ہے مزید بر آں مسلمانوں کے عام زوال و اضمحلال' حرارت ایمانی کے ضعف اور غیرت اسلامی کے فقدان سے ہر دردمند دل مضطرب و بے چین ہے۔ اور شمالی علاقہ جات بھی ان مصائب سے مستثنیٰ نہیں۔ مغرب کی آزاد خیالی اور مادر پدر آزاد معاشرے کی تشہیر اپنی جگہ' مشرق کی عام جہالت نیز رسم و رواج کی بندھن میں جکڑے رہنے کی روایت اور آباء و اجداد کے مصنوعی طور طریقوں اور فرسودہ معمولات پر اندھا دھند ڈٹ جانے کی عادت فکری جمود اور طبقاتی و نسلی تفریق کی بند گلی میں محبوس رہنے کی خصلت خالص اسلامی معاشرے کی نشوونما کے راہ میں باعث رکاوٹ ہیں۔

انہی سے متعلق اقبال نے کیا خوب فرمایا:

آئین نو سے ڈرنا طرز کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

اس قسم کی کمزوری جہاں اور جب اجتماعی طور پر پائی جاتی ہے اور جماعتی و علاقائی مزاج بن جاتی ہے تو بڑے خطرات اور نقصانات کا موجب ہوتی ہے۔

ہم سب مل کر یقین و ایمان اور داعیانہ عزم و بصیرت کے ذریعے مسلمانوں کے جذبہ ایمانی و غیرت کو جگا کر ہر طرف سے آنے والے طوفانوں کا رخ موڑ سکتے ہیں یوں افکار مغرب کی یلغاریں اور زیر زمین بچھی ہوئی سرنگیں خود مسلمانوں کی ایمانی قوت و اسلامی غیرت کو ابھارنے اور تقویت دینے کا باعث بنیں گی جس طرح دریا کی موجوں میں تلاطم سے گوہر کو سیرابی ملتی ہے اور ستاروں کی کمتابی ظلمت شب کے خاتمہ اور طلوع صبح کی نوید بنتی ہے۔ شاعر نے خوب فرمایا

تندی باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

چونکہ ہر زمانے کے حالات مختلف ہوتے ہیں اور ہر دور کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں اور اسی انداز اور نقطہ نظر سے ہی لوگ حق کی تلاش کرتے ہیں اس دور میں لوگوں کو ایک خاص انداز سے اپنے اپنے منہج اور مقاصد کو پیش کرتے اور دعوت دیتے دیکھ کر جماعت کے بہت سے ہمدرد اور جویائے علم و حکمت اس تلاش میں تھے کہ ان کو بھی علمی تحقیق پر مبنی ایسا متوازن لٹریچر میسر آ جائے جو اس جدید دور کے تقاضے بھی پورے کرے اور ان کے لئے مشعل راہ کا کام بھی دے۔ جماعت کی مجلس شوریٰ نے اس کمی کو محسوس کرتے ہوئے اور نشریاتی ذرائع کی اہمیت کے پیش نظر فی الحال ایک ششماہی مجلّے کے اجراء کا فیصلہ کیا جس کے ادارتی صفحات لکھنے کی ذمہ داری مجھ جیسے ہیچ مدان پر لگائی جو اپنی کم علمی' بے مائیگی و ناتجربہ کاری کے سبب اس قابل نہ تھا من آنم کہ من دانم' بہرحال حکم کو رسک پر قبول کیا ہے۔ ویسے بھی علمی و ادبی ذوق رکھنے والے معاونین کی ایک اچھی ٹیم پرچے سے منسلک ہے اور ایک عالم فاضل مدیر مسئول کی نگرانی میں اجرا ہو رہا ہے۔ تو انشاء اللہ خیر ہی ہو گا پھر بھی قارئین کرام سے گذارش ہے کہ قلمی ناپختگی و دیگر عوارض کے سبب پیدا ہونے والے سہو اور نوک پلک کی درستگی میں رہ جانے والی خامیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے اصلاح کی کوشش میں مدد کریں اور مفید مشوروں سے نوازیں۔ یوں انشاء اللہ یہ مجلّہ علاقے کے علمی و نشریاتی دور میں ایک اچھا سنگ میل ثابت ہو گا اور جمعیت اہلحدیث بلتستان و جامعہ دارالعلوم بلتستان کے اغراض و مقاصد کا ترجمان و علمبردار بھی ہو گا۔

اس پرچے کے اجرا کا مقصد جہاں جہالت کے خلاف علم جہاد بلند کرنا ہے وہاں علمی تحقیق اور جستجو کے مواقع بھی فراہم کرنا ہے جہاں کتاب و سنت کی روشنی میں دین اسلام کی نشر و اشاعت مقصود ہے وہاں دین کے اندر پیدا ہونے والی بدعات اور غیر اسلامی ثقافت کی بیخ کنی بھی کرنی ہے۔

اس طرح امن و آشتی اور ملی یگانگت کو فروغ دینا' فکری جمود و علاقائی' لسانی و مذہبی تنگ نظری کی حوصلہ شکنی' دین اسلام کی سربلندی' عقیدہ سلف صالحین کی پابندی' صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کی عزت و ناموس کا دفاع پرچے کا طرۂ امتیاز ہو گا۔ کسی طرف سے بھی کسی مسلک یا عقیدے پر تنقید یا اختلافی نوعیت کے مسائل پر بحث کا علمی و تعمیری انداز میں جائزہ لیا جائے گا۔ داعیانہ اور خیر خواہانہ جذبے کو ملحوظ رکھتے ہوئے متوازن و معتدل مضامین کے ذریعے حق و صداقت کی بات لکھنے کا ذریعہ ادا ہوتا رہے گا۔ انشاء اللہ یہ مجلّہ فرمان باری تعالیٰ ادع الی سبیل ربك بالحكمة و الموعظة الحسنة و جادلهم بالتي هي احسن کے موافق اللہ تعالیٰ کی طرف سے نافذ شدہ اصول دعوت و حکیمانہ اسلوب کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے صدائے حق بلند کرتا رہے گا۔

لکھتا ہوں اسد سوزش دل سے سخن گرم
تا رکھ نہ سکے کوئی مرے حرف پر انگشت

زیر نظر پرچہ التراث کا مختصر خدوخال جو پہلی دفعہ منصہ شہود پر طلوع ہو رہا ہے۔ ایک دیرینہ خواب تھا جو اب شرمندہ تعبیر ہو پایا ہے۔ ہم اللہ تبارک تعالیٰ کے اس عظیم احسان پر بے حد سپاس گزار ہیں جس کے بے حساب احسانات و برکات ہم پر ہیں ان ہی انعامات و اکرامات پر اس نشریاتی دور میں قدم بڑھانے کی ہمت و توفیق کا اضافہ ہو گیا ہے۔ الحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات

آخر میں بندہ اپنے ہم سفر ساتھیوں اور بہی خواہوں و قلمی معاونین کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا جن کے مسلسل تعاون و محنت کی بدولت پرچہ اپنی تکمیل کا مرحلہ طے کر پایا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مزید آگے قدم بڑھانے کی توفیق عطا کرے نیز عجز و انکساری کی دولت سے نوازے۔ عجب و تکبر اور ریاکاری کی لعنت سے محفوظ رکھے۔ آمین

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين